براہوئی ادب میں ترجمہ نگاری

محمد یوسف رودینی☆

Abstract:

This article shares the basic and primary information about the translated literature in Brahui language. It reveals that before Brahui fiction the translation has played its vital role to strengthen the Brahui literature. Basic religious knowledge has been translated in to Brahui language. Translation has been promoted in large scale in period of Maktaba. This article informs that the subject of translation has observed in old and modern Brahui literature. In modern literature the requirements of translation are different than the old one. Now the fiction and short stories of world's well-known writers are being translated in Brahui. Which increased the importance of translation in literature and translation is being taught as a separate subject in Brahui. Descriptive study has been adopted for this article finally it ends with the justified and fruitful recommendations that translator must aware from source and targeted languages, their formations, language structure and grammar.

*لیکچرار، پاکستان اسٹڈی سینٹر، جامعہ بلوچستان کوئٹہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کسی بھی زبان کی بہترین اور اچھی تحریر و تصنیف کو کسی اور زبان میں منتقل کرنے کو ترجمہ کہتے ہیں۔ اسے ترجمہ نگاری بھی کہتے ہیں۔ ترجمہ نگاری ایک فن ہے اور ایک ہنر ہے۔ یہ تحقیق و تخلیق سے انتہائی مشکل، کٹھن اور سخت کام ہوتا ہے۔ چونکہ جب تک ترجمہ نگار کو دونوں زبانوں پر مکمل عبور اور دسترس حاصل نہ ہو وہ اس وقت تک ترجمہ کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ ترجمہ ایک لفظی ہوتا ہے اور دوسرا با محاورہ لفظی ترجمہ کوئی ترجمہ ہی نہیں چونکہ ہر ایک زبان کے محاورات، ضرب المثال، کہاوتیں اور تراکیب دوسری زبان سے الگ ہوتے ہیں ایک زبان کے محاورات دوسری زبان میں نہیں ملتے۔ لہذا ترجمہ نگار کو ترجمہ کرتے وقت سخت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں ایک ترجمہ نگار کو دوسری زبان کے الفاظ کے معنی اور مفہوم سے بخوبی واقف ہونا ضروری ہے۔ چونکہ ایک ایک لفظ ایک زبان میں کئی کئی مفہوم ادا کرتے ہیں مطلب یہ ہے کہ ترجمہ کا کام بہت سخت اور مشکل کام ہے۔

ترجمہ کیا ہے؟ کیا اس کا تعلق بھی ادب سے ہے؟ اس کی اہمیت کیا ہے؟ اس بارے میں ڈاکٹر پروفیسر عبدالرزاق صابر تحریر کرتے ہے :۔

> ''ترجمہ کو زبان کی ترقی اور نشو و نما سے متعلق بہت بڑی اہمیت حاصل ہے۔ ترجمہ ادب کا کوئی علیحدہ صنف نہیں ہے۔ بلکہ اسے ایک فن کی حیثیت ضرور حاصل ہے''
> (1)۔

نور احمد پرکانی اس بات کی مزید وضاحت کرتے ہوئے ترجمہ کو کسی بھی زبان اور ادب کی ترقی اور ترویج کے لیے ایک بنیادی عنصر قرار دے کر لکھتے ہیں۔

> ''زبان و ادب کی ترقی اور ترویج کے لیے ترجمہ ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ ویسے تو ترجمہ ایک علیحدہ صنف نہیں ہے۔ مگر اس کے لیے با قاعدہ ایک فن ہوتا ہے ہر آدمی ترجمہ تحریر کرنے میں اتنا کامیاب نہیں ہوتا۔ جتنا کہ ترجمہ کے فن کو جاننے والا شخص اس میں کامیابی حاصل کر سکتا ہے''۔(2)

ترجمہ نہ صرف ایک فن کا نام ہے بلکہ اسے ایک قلم کار اور یک فن کار اس لیے اختیار کرتا ہے۔ تا کہ اس فن کے ذریعے نہ صرف اپنی زبان کی خدمت بجالائے بلکہ اپنی زبان کو اعلیٰ پائے کی ادبی سرمایہ سے مالا مال کر کے دنیا کے دیگر ترقی یافتہ اور علمی و ادبی زبانوں کے ہم پلہ اور ہم صنف بنالے:۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ترجمہ میں دیگر زبانوں کے بہترین علمی، ادبی، معلوماتی اور تحقیقی شہ پاروں کو اپنی زبان میں تبدیل کرنا اور اپنی زبان کو اچھے سرمایوں سے مالا مال کرنے کی ایک خدمت ہے۔(3)

ترجمہ دیگر زبانوں کے خاص اور اچھے علمی، ادبی، تحقیقی اور تنقیدی شاہکاروں کو اپنی زبان میں لے آنا اپنی زبان کے لیے ایک بہت بڑی علمی خدمت ہے۔ اس سے ایک قوم کے علمی ذخیرہ میں اضافہ ہوتا ہے۔(4)

''ترجمہ'' ایک فن ہے اور ''ترجمہ نگاری'' اس فن کی تمام نشیب و فراز اور اونچ و نیچ سے بخوبی واقف ہو کر اپنی فن کو چار چاند لگا سکتے ہیں۔

ترجمہ نگار کے لیے یہ بات ضروری ہے کہ وہ دونوں زبانوں سے اچھی طرح واقف ہو کر ان پر عبور رکھتا ہو۔ اور ہر ایک شہ پارہ کو جو اپنی زبان میں تبدیل کرتا ہے۔ اس شہ پارہ کی نفس مضمون سے اچھی طرح واقف ہو۔ جب تک ترجمہ نگار دونوں زبانوں کے لفظی، معنوی، محاوراتی، اور تشبیہاتی انداز سے واقف نہ ہوں گے۔ اس وقت تک ادب کے ترجمہ کرنے میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتا''۔(5)

ترجمہ آسان کام نہیں یہ بہت مشکل کام ہے۔ تحقیق و تخلیق اس کے سامنے ہیچ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے قلم کار اکثر تحقیق اور تخلیق کی طرف راغب ہو کر آسانی کی راہ ڈھونڈتے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالرزاق صاؔبر رقم طراز ہے:۔

> ''کسی اور زبان سے اپنی زبان میں ترجمہ کرنا کوئی آسان کام نہیں چونکہ بسا اوقات ترجمہ تحقیق سے زیادہ مشکل ہوتا ہے جب تک مترجم کو دونوں زبانوں پر لیاقت حاصل نہیں۔ اور دونوں زبانوں کی لفظی، معنوی، محاوراتی اور تشبیہاتی انداز سے اچھی طرح واقفیت نہیں ہوگی۔ تب تک صحیح ترجمہ نہیں کر سکتے'۔(6)

لفظی ترجمہ اکثر بیکار ثابت ہو کر رہ جاتا ہے جس کی ترجمہ نگاری میں کوئی حیثیت اور مقام نہیں۔ سوائے اس کے کہ ایک ڈکشنری کے جس میں صرف لفظ کا معنی تلاش کرنا ہو۔ باقی ایک علمی مواد اور سرمایہ سمجھ کر اس سے فوائد و برکات حاصل کرنا ناممکن ہے۔

> ''محض لفظی ترجمہ کرنا بسا اوقات بیکار ثابت ہوتا ہے۔ جس فن پارہ کا ترجمہ کرنا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہوتا ہے۔ جب تک اس کی بنیاد تک مترجم رسائی حاصل نہیں کرسکتا۔ اس وقت
تک اپنا مفہوم اچھی طرح ادا نہیں کرسکتا''۔(7)

''براہوئی ادب میں ڈاکٹر عبدالرزاق صابرؔ، عبدالصمد شاہین، جوہر براہوئی، نور محمد پرکانی، عزیز مینگل، افضل مینگل، خادم لہڑی اور بہت سے ترجمہ نگار قابل ذکر ہے''۔(8)

پروفیسر ڈاکٹر عبدالحمید شاہوانی صاحب، علامہ محمد عمر دین پوری صاحب کی ترجمہ نگاری کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کچھ ان الفاظ میں کرتے ہیں:۔

''براہوئی علماء کی ایک بہت بڑی تعداد کا تعلق جامعہ درخان (DurKhani Schoool of thought) سے تھا۔ وہ بھی براہوئی نثر میں مختلف شعبوں سے متعلق جیسا کہ سفرنامہ، نسواں نامہ، مختلف موضوع سے متعلق مضامین، تراجم جیسے ابوحامد امام غزالی کی کتاب ''ایھا ولد'' کا براہوئی ترجمہ علامہ مولانا حضرت محمد عمر دین پوری نے ۱۳۴۱ھ میں کیا۔ کہ آجکل تقریباً ناپید ہے۔ ۱۹۱۶ء میں قرآن حکیم کا ترجمہ بھی اسی عالم نے سرانجام دیا''۔(9)

علماء نے نہ صرف دیگر زبانوں کے شہ پاروں، تصانیف اور کتب کو اپنی مادری زبانوں میں ترجمہ کرکے اپنی زبان کی ترقی وترویج میں حصہ لیا ہے۔ انہوں نے اپنی ہی زبان میں موجود اپنے علمی سرمایہ کو دیگر اقوام کی زبانوں میں بھی ترجمہ کیے ہیں۔ چونکہ اپنی نظریاتی اور تحریکی تصانیف اور علمی سرمایہ کو دیگر اقوام کی زبانوں میں ترجمہ کرکے انہیں اپنی نظریاتی تحریک سے آگاہ کرنا ہے۔ جب انگریز اور عیسائی مشینری نے برصغیر پاک وہند پر آکر قبضہ جمالیا تو یہاں کے مسلمانوں اور ہندوؤں کو عیسائی بنانے کی غرض سے اپنی مذہبی کتب کو یہاں کے لوگوں کی زبانوں میں ترجمہ کرکے شائع کیں۔ عبدالحمید شاہوانی رقم طراز ہے۔

''۱۸۷۷ء میں کیپٹن نکلس نے انگریزی کا کچھ مواد براہوئی میں ترجمہ کیا۔ ان تراجم میں گرانٹ ڈف کی تاریخ مرہٹہ اونیپیئر کی ''فتح سندھ'' کی اقتباسات شامل

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہیں۔اسی صدی کے پہلے سالوں میں انجیل کے کچھ تراجم براہوئی میں رومن رسم الخط اور نستعلقین میں شائع ہوئے۔پہلی بار ۱۹۰۵ء میں رومن رسم الخط میں ''یوحنا'' کا براہوئی ترجمہ پادری ٹی جے ایل میئر نے چھپوایا۔اس کتاب کے صفحات ۱۴۴ ہیں۔۱۹۰۶ء میں یوحنا کا دوسرا ترجمہ لدھیانہ سے شائع ہوا۔۱۹۰۷ء میں تیسرا ایڈیشن نستعلیق میں شائع ہوا۔۱۹۱۶ء میں مولانا دین پوری نے قرآن مجید کا براہوئی ترجمہ تحریر کیا''۔(10)

''آزادی کے بعد One Unit میں سرکاری ملازمین ایک شہر سے دوسرے شہر ٹرانسفر ہوتے تھے۔ان میں ادیب، دانشور اور شعراء بھی شامل تھے۔جو یہاں کی زبانوں میں نئے ادبی اصناف اپنے ساتھ ہندوستان پاکستان کے مختلف شہروں سے لے آئے۔ان نئے آنے والے اصناف میں داستان، ناول، افسانہ، مضمون نگاری، مقالہ نگاری، ترجمہ، انشائیہ، سوانح عمری، آپ بیتی، سفرنامہ، خاکہ اور ڈرامہ قابل ذکر ہے''۔(11)

براہوئی میں نہ صرف عیسائی علماء نے انجیل اور یوحنا کا ترجمہ کر کے شائع کیا اور علمائے اسلام نے قرآن پاک اور دیگر اسلامی کتب کو عربی، فارسی اور اردو سے براہوئی میں ترجمہ کیے۔بلکہ قیام پاکستان کے بعد جدید تعلیم یافتہ براہوئی اہل قلم اور دیگر اہل زبان نے ادبی اصناف کا براہوئی ترجمہ کیا ہیں۔پروفیسر عبدالحمید شاہوانی لکھتے ہے۔

''ترجمہ براہوئی ادب کے جدید دور میں دنیا کے مختلف اقوام کی زبان، ادب اور ثقافت کو براہوئی زبان میں تحریر کیا گیا۔افسانہ بھی تحریر ہونے لگا۔انہی افسانہ میں براہوئی سماج کی خدوخال کا اظہار کیا گیا۔بین الاقوامی، معیاری افسانوں کا بھی ترجمہ براہوئی زبان میں کیا گیا۔یہی سے براہوئی جدید نثر نگاروں نے براہوئی سماج میں موجود قدیم روایات کے خلاف اپنی آواز بلند کی''۔(12)

قائداعظم ناترانا ک: ۱۹۷۷ء دا کتابے مشرق پریس کوئٹہ غان بارڈر پبلسٹی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

آرگنائزیشن چھاپ کریفے۔کتاب ٹی محمد علی جناح ناتقریآ تابراہوئی ترجمہ گل بنگلزئی کرینے۔

اردو ترجمہ......۱۹۷۷ء میں یہ کتاب مشرق پریس کوئٹہ سے بارڈر پبلسٹی آرگنائزیشن سے چھپوایا۔اس میں قائداعظم محمد علی جناح کی تقریروں کا براہوئی ترجمہ گل بنگلزئی نے کیا ہے''۔(13)

زندناچراغ......۱۹۹۱ء میں گل بنگلزئی کے افسانوں کی یہ کتاب چھپی۔اس میں ٹالسٹائی کے کچھ افسانوں کا براہوئی ترجمہ ہے۔کچھ اردو زبان کے افسانوں کا براہوئی ترجمہ ہے''۔(14)

بوطیقا شاعری نافن......''۱۹۹۱ء میں پروفیسر عبدالرزاق صابر کی کتاب بوطیقا یونانی فلسفی ارسطو کی تحریر کردہ کتاب ہے۔براہوئی میں ترجمہ کیا۔یہ کتاب شاعری کی فن سے متعلق براہوئی میں لکھی ہوئی ہے۔اس کتاب کا پبلشر کوئٹہ پرنٹنگ پریس کوئٹہ ہے''۔(15)

''شعری پردہ نا باروٹ......۱۹۹۲ء میں مولانا عبدالباری نے مولانا رشید احمد کے خطبات کا براہوئی میں ترجمہ کیا ہے مفتی مولانا عبدالباری و مولانا عبدالعزیز کی کئی اورنثری کتب بھی ہیں۔جو کوئی خاص قسم کی کتب نہیں ہیں۔جن کا ذکر براہوئی جدید نثر کی حیثیت سے ہو البتہ یہ کتب براہوئی نثر میں ایک اچھا خاصا اضافہ ضرور ہیں''۔(16)

''ترجمہ قرآن مجید......۱۹۹۳ء میں قرآن مجید کا براہوئی میں دوسرا ترجمہ مولانا عبدالکریم لہڑی نے کیا۔جو سعودی عرب میں اسلامیات کے استاد ہیں۔

ڈغارناڈکھ......۱۹۹۹ء میں افضل مرآد کے تحریر کردہ کتاب براہوئی ادبی سوسائٹی نے شائع کی اس میں افضل مرآد نے مختلف شعراء کے آزاد نظموں کو براہوئی میں ترجمہ کیا ہے''۔(17)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ڈاکٹر پروفیسر عبدالحمید شاہوانی نے ''جدید براہوئی نثری ادب'' میں مذکورہ مندرجہ بالا کتب پر کافی سیر حاصل بحث کی۔اس سے نہ صرف براہوئی ادب میں ترجمہ نگاری پر روشنی پڑتی ہے بلکہ ترجمہ اور ترجمہ نگاری کی خصوصیات فن،اہمیت اور حیثیت بھی کھول کر ظاہر ہوئی ہے۔

ترجمہ نگاری کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ مترجم کو ترجمہ کرتے ہوئے دونوں زبانوں پر عبور حاصل ہو۔دوسرا یہ کہ دونوں زبانوں کے الفاظ وتراکیب،محاورات وضرب الامثال،روزمرہ بول چال،زبان کی گہرائی اور وسعت موزوں معنی سے واقفیت رکھتا ہو۔علاوہ ازیں کتاب اور مضمون کی موضوع،نوعیت اور اس کی تمام منازل سے آگاہ ہو۔چونکہ مندرجہ بالا باتوں کے بغیر ترجمہ کا حق ادا کرنا ممکن نہیں۔علاوہ ازیں مترجم کی گرفت سے دونوں زبانوں کے الفاظ اور جملے باہر نہ نکلے۔مزید یہ کہ دونوں زبانوں کے املاء،رسم الخط،حروف تہجی اور گرائمر سے واقفیت بھی ضروری ہے۔

> ''کسی بھی زبان کا دوسری زبان میں ترجمہ کرتے وقت دونوں زبانوں کے محاورات،ضرب الامثال،روزمرہ بول چال میں استعمال ہونے والے الفاظ کے دونوں زبانوں میں معنی اور مخاطب کے مرتبہ کا لحاظ نہایت ضروری ہے پھر اصل زبان کی گہرائی،وسعت،موزوں معنی صرف اہل زبان ہی سمجھ سکتے ہیں''۔(18)

کتاب کی موضوع،نوعیت مضمون کے تمام منزلوں سے واقفیت لازمی ہے۔چونکہ اس کے بغیر ترجمہ کا حق ادا کرنا ناممکن ہے۔تفسیر رفاعی کے اردو ترجمہ کے حوالہ سے تحریر ہے۔

سید محمد رفاعی چونکہ پیدائشی عرب ہیں۔اور سلسلہ رفاعی کے ۳۹ پشت کے خلفیہ ہونے کی وجہ سے روحانیت،تصوف،شہریت اور طریقت کی تمام منزلوں سے واقف ہیں۔لہٰذا انہوں نے ترجمہ کا حق ادا کر دیا۔محاورات اور الفاظ کا موزوں استعمال نہایت ہی ضروری ہے۔جب ترجمہ نگار ترجمہ کا حق ادا کرتا ہے تو اس سے نہ صرف عام قارئین محظوظ ہو کر لطف اٹھاتے ہیں بلکہ اسے اہل علم ودانش،اسکالرز،مبلغین،واعظین اور موضوع سے متعلق حضرات پڑھ کر مسرت اور خوشی وشادمانی محسوس کرتے ہیں۔جب مترجم ترجمہ کا حق ادا کریں گے۔تو پھر لوگ اس ترجمہ کو سب سے اچھا کام اور بہترین کوشش مانتے اور تسلیم کرتے ہیں۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ترجمہ کرتے وقت دونوں زبانوں کے محاورات،ضرب الامثال،روزمرہ بول چال میں استعمال ہونے والے الفاظ وتراکیب۔زبان کی گہرائی،وسعت،موزوں معنی کتاب کی موضوع نوعیت،مضمون کے منزلوں سے واقفیت۔دونوں زبانوں کے املا اور قواعد وانشاء سے آ گاہی کے علاوہ اپنے ہاں کے ماحول اور قاری کے اوسط علمی معیار کو مدنظر رکھنا بھی ضروری ہے۔علاوہ ازیں ہر اصطلاح کا ایک وسیع پس منظر ہوتا ہے جب تک ترجمہ نگار بذات خود اس پس منظر سے آ گاہ نہیں ہوگا۔تب تک صحیح ترجمہ ادا نہیں ہو پائے گا

ترجمہ کی ضرورت اور اہمیت اس وجہ سے بھی ہے کہ اس سے ایک پسماندہ زبان کو دنیا کے دیگر ترقی یافتہ زبانوں کے ہم پلہ بنانا ہے۔اور دوسرا یہ کہ ایک زبان کے جاننے والوں کو دیگر زبانوں کے بارے میں سماجی،سیاسی،تاریخی،تہذیبی،ثقافتی،معاشی اور نفسیاتی آ گاہی حاصل ہوتی ہے۔

ترجمہ آ ج کل دانشوروں اور ادیبوں کے لیے ایک بین الاقوامی چیلنج کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔تاکہ ایک پسماندہ اور دنیا کے دیگر زبانوں سے پیچھے رہ جانے والی زبان کو جدید دور میں دیگر ترقی یافتہ زبانوں کے برابر لاکھڑا کرنا ہے۔اس کے علاوہ ترجمہ کرتے وقت کسی بھی زبان کے دامن کو دنیا کے مختلف ادب کے قیمتی نادرات سے بھرنا ہے۔کسی بھی زبان میں ترجمہ کرتے ہوئے اس کی زبان اور ادب کے قاری کو دنیا کے مختلف موضوعات میں اس کی اپنی ہی زبان میں مطالعہ کے لیے سیاسی،معاشی ،تاریکی،معاشرتی یا دنیا کے دیگر موضوعات پر مواد مہیا کیا جاسکے۔

نہ صرف ترجمہ سے ایک زبان کی ادب کو زیادہ سے زیادہ آ گے لے جانے میں مدد ملتی ہے بلہک اس سے نئے نئے خیالات اور نئی نئی افکار بھی پیدا ہوتی ہیں۔ایک علاقہ کے لوگوں کو دیگر علاقوں کے لوگوں کی رسوم ورواج سے خوشی وغمی،نشست وبرخاست سے آ گاہی حاصل ہوتی ہے۔دل ایک دوسرے کے قریب ہوکر نفرتیں اور جنگیں ختم ہوکر رہ جاتی ہیں۔عربی،انگریزی اور اردو زبانوں کی ترقی اور وسعت میں تراجم کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔دنیا کی ہر زبان دوسری زبانوں کو ترجمہ کرنے سے ترقی پائی ہے۔

پروفیسر عبدالحمید شاہوانی جدید براہوئی کی نثر نگاروں کے حوالے سے گل بنگلزئی کے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حالات زندگی اور ادبی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کی ترجمہ نگاری پر یوں روشنی ڈالتے ہیں۔

ترجمہ......''گل بنگلزئی نے براہوئی ادب کو بہترین تراجم عطا کیا ہے جن میں ٹالسٹائی کے منتخب افسانوں کا ترجمہ ''زندنا چراغ'' کے نام سے اور ٹالسٹائی کے ناول ''حاجی مراد'' شامل ہیں۔
گل بنگلزئی کے تحاریر براہوئی ادب کے لیے سرمایہ افتخار ہیں۔اور آپ کے تحریر کردہ افسانے اور ناول اور اسی طرح تراجم میں براہوئی زبان کے خالص الفاظ شامل ہیں۔اسی طرح آپ کے تحاریر میں ہماری تہذیب وثقافت، زندگی اور رسم رواج کی جھلک پائی جاتی ہے''۔(19)

عزیز مینگل نے انگریزی کتاب The Prince کا براہوئی میں ترجمہ کیا ہے اسی طرح ارفسٹ ہمنگوے کے ناول ''پیرانگا وسمندر''(The Old Man ans Sea) کے نام سے براہوئی میں ترجمہ کیا ہے۔

براہوئی اکیڈمی کی جانب سے ''ٹیکی'' کتاب ۱۹۷۶ء میں شائع ہوئی اس میں خلیل جبران کا افسانہ ''ایک خواب'' کا ترجمہ براہوئی میں ابراہیم مینگل نے کیا ہے''
(20)۔

''توشہ کتاب براہوئی اکیڈمی نے ۱۹۷۷ء میں چھپوائی۔اس میں بشیر احمد قمبرانی کے دو ترجمہ کیے ہوئے افسانے (۱) غریب نا ارا، (۲) ہارنا پنٹ شامل ہیں۔ان افسانوں کو پروفیسر عبداللہ جان جمالدینی نے لکھا ہے''۔(21)

گل بنگلزئی لفظی و بامحاورہ ترجمہ کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہیں۔

ترجمہ......''یہ تمام افسانے (از کتاب شیر زال آلمہ) آزاد بدل (ترجمہ) ہوئے ہیں۔چونکہ میرے نزدیک لفظی تبدیلی (لفظی ترجمہ) سے مصنفین کے خیالات اچھی طرح واضح نہیں ہو سکتے تھے۔

بہت سی دوسری زبانوں کے بعض اصطلاحات (الفاظ) کا مطلب کسی دوسری زبان میں ایک لفظ سے ادا نہیں کیا جا سکتا۔ایک ہی اصطلاح کو کسی دوسری زبان میں مختلف معانی میں استعمال کیا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

جاتا ہے۔اوراسی طرح لفظی ترجمہ سے اصل مفہوم واضح نہیں ہوتا۔چونکہ ایک ہی لفظ کے اندرایک معنی کے علاوہ متعدد دوسرے مفہومات بھی شامل ہوتے ہیں۔ایک کتاب کے اندرایک لفظ مختلف مقامات پر مختلف معنی لیے ہوئے استعمال ہوتے ہیں۔بہت سے ایسے لفظ بھی ہوتے ہیں جن کا مفہوم بہت وسیع ہوتا ہے''۔(22)

''قرآن کی بعض اصطلاحات کا مطلب کسی دوسری زبان میں ایک لفظ سے ادا نہیں کیا جاسکتا۔ایک ہی اصطلاح کو قرآن میں مختلف معانی میں استعمال کیا گیا ہے''۔(23)

بسا اوقات اصل کتاب میں ایک ہی الفاظ یا ایک ہی فقرے میں پورے کی پوری داستان بیان کی جاتی ہے۔جسے دوسری زبان والے ہرگز نہیں سمجھتے ہیں۔لہذا ترجمہ کرتے وقت ہمیں اس مقام پر بھی بہت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ایک لفظ یا اصطلاح کئی ایک جگہ بہت سے مختلف معنی اور مفہوم لیکر استعمال ہوتی ہے۔اور کبھی ایسے الفاظ بھی ہوتے ہیں۔جو مختلف جگہوں پر مختلف معنی کے حامل ہوتے ہیں۔بسا اوقات ایسے الفاظ و اصطلاحات بھی مشاہدہ میں آتے ہیں۔جو ہر کہ ایک ہی معنی اور مفہوم رکھتے ہیں۔تو ایک ترجمہ نگار کے لیے ان تمام باتوں اور اصولوں کا خیال رکھنا انتہائی ضروری ہے۔

اسی طرح ایک لفظ یا اصطلاح صرف ایک ہی چیز کے لیے مخصوص ہوتا ہے۔اگرچہ معنی او رمفہوم کے طور پر دیگر چیزوں کے لیے بھی آسکتا ہے۔مگر اہل زبان اسے مخصوص چیز کے لیے استعمال کرتے ہیں۔لہذا اس جانب بھی مترجم کو سخت احتیاط کی ضرورت پڑتی ہے۔

ایم صلاح الدین مینگل ایڈووکیٹ جنرل بلوچستان وچیئر مین براہوئی اکیڈمی کوئٹہ''کنا خیال''میراخیال کے عنوان سے گل بنگلزئی کی کتاب''شیرزالہ لمہ''جو مختلف مغربی افسانہ نگاروں کے لکھے ہوئے افسانوں کا براہوئی میں ترجمہ کی کتاب ہے پر اظہار خیال کرتے ہوئے ترجمہ اور گل بنگلزئی کے ترجمہ کے بارے میں رقم طراز ہے۔

''جہاں تک ترجمہ ایک مشکل کام ہے گل بنگلزئی نے براہوئی میں یہ کام اپنے ذمہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

لیکر براہوئی رسوم ورواج اور علاقہ وقوم کو مدنظر رکھ کر ترجمہ کا کام سرانجام دیا ہے اور افسانوں کا ترجمہ کرتے ہوئے اپنے عوام کو تعمیر وترقی کے لیے ایک بہترین رہنمائی کی ہے۔امید ہے کہ گل صاحب مستقبل میں بھی اپنا یہی عمل جاری رکھ کر آنے والے نوجوانوں کے لیے ایک روشن راہ کھول دیں گے''۔(24)

ترجمہ نگاری ''گل بنگلزئی اپنی ترجمہ کی ہوئی کتاب ''شیرزال آلمہ'' پر ''سرحال'' کے عنوان سے اظہار خیال کرتے ہوئے ترجمہ نگاری اور ترجمہ کے سلسلہ میں اپنے کام متعلق بحث کی ہے۔وہ تحریر کرتے ہے:۔

''یہ کتاب ''شیرزال آلمہ'' بوڑھی ماں کے تمام تراجم انگریزی زبان سے براہوئی میں آج سے پندرہ سال قبل (۲۰۰۰) بمقام خضدار جومحترمہ رابعہ خضداری کی جگہ ہے کیا۔میں اپنے آپ کو ترجمہ کے فن میں شاگرد تصور کرتا ہوں۔اس فن کے بارے میں خلیل جبران کہتا ہے''ترجمہ کرنا خود ایک آرٹ ہے۔یہ ایک زبان کا جادو ہے۔کسی اور زبان میں ترجمہ کرنے کا تخلیقی عمل ہے۔''میں اس فن میں استادی کا دعویٰ نہیں کرتا ہوں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ شاگرد شاگرد ہوتا ہے۔
چونکہ استاد کا مقام بہت ہی اونچا اور بلند ہوتا ہے۔دفتر کا کام اور زندگی کے مسائل نے میرا تخلیقی عمل زنگ آلود کرکے رکھ دیا۔جب بھی میں کوئی چیز لکھنے کے لیے قلم ہاتھ میں تھما دیتا ہیں تو خیالات دل کا ساتھ دینا چھوڑ دیتے ہیں۔دوسری جانب میرے قابل احترام اور گہرے دوست کچھ نہ کچھ لکھنے کے لیے ہر وقت کہہ دیتے تھے۔پھر میں ان دوستوں کو خوش رکھنے اور اپنے آپ کو مطمئن رکھنے کے لیے ترجمہ کی جانب توجہ مبذول کرتا۔کہ براہوئی زبان میں دیگر زبانوں کے ادب کو منتقل کرڈالوں۔اس سے قبل ٹالسٹائی کے بہترین افسانوں کے ترجمہ کی کتابیں'' زندنا چراغ''اور''حاجی مراد'' کے نام سے آپ لوگوں کے سامنے آچکی ہے۔
علاوہ ازیں رسالہ ''بلوچی'' کوئٹہ میں افریقی ادب کی کتاب (Come Back

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

(Africa سے کچھ افسانوں کا ترجمہ شائع ہوا ہے۔ میخائل شولوف کی ناولٹ''
انسان نانصیب The Fate of a Man اور نکولائی گوگول کا لمبا افسانہ''
چوغہ'' اس کتاب میں شامل ہونے سے رہ گئے تھے۔ قارئین حضرات کی خدمت
میں عرض ہے کہ یہ تمام افسانے آزاد ترجمہ ہوئے ہیں۔ چونکہ میرے خیال میں
لفظی ترجمہ سے مصنفین کے خیالات اچھی طرح ظاہر نہیں ہو سکتے۔ امید ہے کہ
میری کوشیں بھی آپ لوگ پسند فرمائے گے۔ ترجمہ میں اگر کہیں بھی کوئی مشکل در
پیش ہو تو اسے میری کم فہمی سمجھ کر درگزر سے کام لیں۔(25)

سوسن براہوئی جنرل سیکرٹری براہوئی اکیڈمی پاکستان کوئٹہ نے ''شیر زال آلمہ'' پر اظہار خیال کرتے ہوئے ترجمہ کی اہمیت وضرورت اور فاہدئے۔ براہوئی ادب میں ترجمہ نگاری عربی، فارسی، اردو، انگریزی، بلوچی اور پشتو زبان سے براہوئی میں ترجمہ براہوئی میں ترجمہ کے سلسلے میں مسائل او رمشکلات۔ براہوئی میں ترجمہ کا ارتقاء۔ براہوئیوں اور انگریزوں کا براہوئی میں ترجمہ کرنا وغیرہ شامل ہے وہ یوں رقم طراز ہے۔

''جو زبانیں آج بڑی آن وشان سے دنیا کے سامنے پھیلی ہوئی اور ترقی یافتہ نظر
آتیں ہیں۔ جہاں ان میں تصنیف وتالیف کا سرمایہ بڑی تعداد میں پایا جاتا ہے۔
وہاں اگر دیکھا جائے تو ان میں ترجمہ کا بہت بڑا عمل دخل نظر آئے گا۔ اور یقیناً
دیگر زبانوں کے اعلیٰ پایا کے کاوشیں ان کو فیض اور فائدہ پہنچاتی ہیں
زبانوں کے ذریعے خیالات کا دوسرے پر اثر انداز ہونا ادب کی ترقی وتعمیر کے
لیے ایک بہترین وسیلہ ہے۔ اس بارے میں لین دین میں براہوئی زبان بھی اپنے
آپ کو کسی سے پیچھے نہ رہنے دیا ہے عربی اسلامی متبرک نسخے، انگریزی، اردو،
فارسی، بلوچی، پشتو اور دیگر زبانوں کے بہترین ادب پارے کبھی کبھار براہوئی میں
ترجمہ چھپ کر شائع ہوتے رہے ہیں۔ پھر بھی یہ کام خاطر خواہ اور تسلی بخش نہیں ہوا
ہے۔ اس کی بنیادی وجہ ہے کہ براہوئی زبان اور ادب ایک سیاسی نارواداری کے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہاتھوں پوری طرح زک اٹھا رہی ہے۔ مستقبل قریب میں بھی اس سے اس کی جان آزاد ہونا مشکل نظر آتا ہے۔ پھر بھی اسکی روح جتنی ٹمٹا رہی ہے۔ اتنی ہی اس کی آواز لوگوں کے کانوں پر پڑ رہی ہے۔

اس بارے میں شروع شروع میں متعدد لوک کہانیاں اور داستانوں براہوئی میں ترجمہ ہوتے ہوئے وسعت پائی۔ تحریری طور پر ۱۸۷۷ء میں مولوی اللہ بخش زہری نے اپنی کتاب Book Of Brahui Languge میں کچھ فارسی کہانیاں ترجمہ کرتے ہوئے شامل کی۔ اسی طرح انگریزوں نے بھی الگ الگ موضوع اور حوالوں سے براہوئی میں ترجمہ کو ترقی دی اور ان کے مقابلے میں مکتبہ درخانی کے ترجمہ کی کاوشیں اپنی مثال آپ ہے۔ ۱۹۰۱ء میں مولانا علامہ محمد عمر دین پوری نے ''شروط الصلوٰۃ'' سے ترجمہ سے باقاعدہ بنیاد کتابی صورت میں رکھی۔ اسکے بعد آپ کا سب سے بڑا کارنامہ قران پاک کا براہوئی ترجمہ تھا۔ جو ۱۹۱۶ء میں چھپا۔ مکتبہ درخانی سے متعدد علماء اس بارے میں کام سرانجام دیئے۔ ان کے بعد مولانا گل محمد نوشکوی، مولانا اختر محمد مینگل، مولانا عبدالباری منگچری نے ترجمہ کی نئ پودکو سیراب کیے۔ اس دور میں مولانا محمد یعقوب شرودی، مولانا عبدالکریم لہڑی، مولانا عبدالقادر براہوئی اور مولانا جوہر براہوئی وغیرہ کے کاوشیں بھی بہت اہم ہیں۔ اس بارے میں ڈاکٹر عبدالرحمٰن براہوئی، ڈاکٹر عبدالرزاق صآبر، عزیز مینگل، افضل مینگل، افضل مرآد، عبدالصمد شاہین، ظفر مرزا، خادم لہڑی، نذیر شاکر، عزیز اللہ براہوئی، ڈاکٹر داد محمد خادم براہوئی، ڈاکٹر شاد براہوئی، ڈاکٹر غفار براہوئی، سکندر براہوئی اور بہت سی شخصیات کے نام قابل ذکر ہیں۔ مگر اس بارے میں گل بنگلزئی کے کام اور کاوشیں بہت زیادہ ہیں۔ اس سے قبل حاجی مراد کے نام سے ناول انگریزی سے براہوئی میں ترجمہ کیا ہے۔ اسی طرح ٹالسٹائے کے افسانوں کا براہوئی میں ترجمہ کرتے ہوئے ''زندنا چراغ'' کے نام سے چھپوایا ہے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

۔اوراب ’’شیرزال آلمہ‘‘ براہوئی ادب میں ترجمہ سے متعلق ایک بہت بڑااضافہ ہے۔گل بنگلزئی کے ترجمہ نگاری میں بہت سی خصوصیات ہیں ان میں تمام وصف بہت بڑی شان سے پائے جاتے ہیں۔جو ترجمہ کے حوالے سے ضروری ہیں۔

گوکہ یہ قصے بہت ہی پرانے ہیں اور ہماری تہذیب وثقافت اور ماحول سے باہر ہیں۔جو روس اور فرانس کے ماحول کے حوالے سے ہیں۔اوران کے مصنفین بھی روسی اور فرانسیسی ہیں اوران کی سماجی معیار بھی ہم سے بالکل الگ ہیں۔پھر بھی آپ نے اکثر ان افسانوں کو منتخب ہوئے ترجمہ کیا ہے اوراس کتاب میں شامل کیا ہے۔جن کے پڑھنے سے قاری کو رہنمائی ملتی ہے۔اور یہ کہ وہ بہت ہی آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔اس کتاب میں شامل تمام افسانے اپنے قصوں کے حوالہ سے بہت ہی دلچسپ ہیں۔ان کے متراجم اس طرح کیا گیا ہے کہ جیسے اپنی تخلیق ہو۔ان پر کہیں بھی ترجمہ کا شک نہیں گزرتا۔ان کی روانی میں کہیں بھی رکاوٹ نہیں۔جہاں ضروری سمجھا گیا ہے۔بات کا مفہوم اورمقصد اچھی طرح ظاہر کرنے کے لیے براہوئی ضرب المثال اورمحاوروں کو بھی کام میں لایا گیا ہے۔کوئی بھی بات اور مقصد کو مشکوک مبہم اورراز میں نہیں چھوڑا گیا ہے۔پھران افسانوں سے ہماری قاری یہاں سے باہر کے سماج اوراقوام کے سوچ ،فکر اٹھنے اور بیٹھنے کے طریقے سے واقف ہوتا ہے۔اور بہت سی علمی اورعملی باتیں ان کو اچھی طرح فائدہ پہنچائیں گی۔اللہ تعالیٰ کرے کہ گل صاحب آگے بھی اپنے براہوئی قوم اورقارئین کے علم میں اضافے کے لیے اسی طرح اچھی کاوش سامنے لے آئے‘‘ (26)۔

پروفیسر عبدالحمید شاہوانی نے گل بنگلزئی کی ترجمہ نگاری کی خصوصیات اورفن پر اپنی کتاب’’ جدید براہوئی نثری ادب‘‘ میں کافی روشنی ڈالی ہے۔گل بنگلزئی کی ترجمہ کردہ کتب’’ قائداعظم نا ترانا ک‘‘ اور’’ غریب نازند‘‘ کے علاوہ ڈاکٹر عبدالرزاق صابرؔ صاحب کی ترجمہ کردہ کتاب’’ بوطیقا‘‘ اورعزیز مینگل کی ترجمہ کردہ’’ پیرانگاوسمندر‘‘ پر تبصرہ کرتے ہوءءترجمہ نگاری کی اہمیت ،ضرورت اور خصوصیات کھول کر ظاہر کیاہ ء۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

’’قائداعظم ناترا ناک‘‘:۔۱۹۷۷ء میں گل بنگلزئی ’’قائداعظم ناترا ناک‘‘ کتاب کو مشرق اخبار کوئٹہ کے پریس سے چھپوایا۔کتاب قائداعظم کی تمام سیاسی زندگی میں ہونے والی تقریروں کا براہوئی ترجمہ ہے کہ قائداعظم محمد علی جناح کے مختلف جگہوں اور مختلف مواقع پر بات چیت کے مجموعہ کا براہوئی ترجمہ گل بنگلزئی نے بہت ہی اچھے انداز میں براہوئی محاورہ اور الفاظ کی شائستگی کا خاص خیال رکھتے ہوئے کیا ہے۔اس ترجمہ میں گل براہوئی زبان کے لیے جو جدید رسم الخط اپنایا ہے۔یعنی فارسی رسم الخط کو اردو کی طرح لکھا جاتا ہے۔استعمال کیا ہے۔اس رسم الخط کی وجہ سے کتاب پڑھنے کے لیے ایک اچھی دلچسپ کیفیت پیدا کی ہے۔قائد اعظم کی سیاس کیریئر اور آپ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو ظاہر کیا ہے۔گل بنگلزئی کے ترجمہ کرنے کا ایک فائدہ تو یہ ہے کہ آپ نے براہوئی زبان کو وطن عزیز کے دیگر بڑی ادبی زبانوں کا تمام ہم پلہ اور برابر بنایا ہے۔اور دوسرا یہ فائدہ براہوئی مخلوق کو دیگر اقوام کی سماجی، سیاسی، تاریخی، معاشی، نفسیاتی طور طریقوں سے براہوئی قاری کو اپنی زبان میں مواد ملتا ہے۔یہ مسئلہ براہوئی دانشوروں کے لیے ایک بین الاقوامی چیلنج تھا کہ اسے براہوئی دانشوروں نے قبول کر کے براہوئی ادب کے جدید دور میں ترجمہ کی طرف بھی خاص توجہ دی۔ان کی اس توجہ اور تجربے بہت ہی کامیاب طریقے سے آگے ترقی کی۔ان کی جہد و جہد اور کوشش سے براہوئی زبان اس قابل ہے کہ براہوئی زبان و ادب کے قاری کو تقریباً دنیا کے ہر موضوع پر براہوئی زبان میں مطالعہ کے لئے سیاسی، معاشی، تاریخی، معاشرتی یا دنیا کی دیگر موضوع پر مطالعہ کے لیے مواد دستیاب ہے۔

براہوئی ادب کے دانشور اور مفکرین میں اس ادب کی صنف یعنی ترجمہ کی جانب پہل کرنے والے حضرات میں گل بنگلزئی، پروفیسر عزیز مینگل، ڈاکٹر عبدالرحمٰن براہوئی، وحید زہیر، شاہ بیگ شیدا، خادم لہڑی، پروفیسر ڈاکٹر عبدالرزاق صابر،

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

غلام حیدر حسرتؔ، پروفیسر خداداد گل براہوئی ادب سے تعلق رکھنے والے پہلے کے
غیر براہوئی دانشور یا دیگر دانشور جیسے کہ جناب ڈینس برے، پوٹنجر، ہیوگ، پادری
ٹی جے ایل میئر کچھ اور انگریز دانشور براہوئی زبان اور ادب کے دامن کو دنیا کے
مختلف ادب کے جواہر پاروں سے بھر دیئے اس کے علاوہ براہوئی ادب کے
تیسرے دور سے تعلق رکھنے والے علماء یا مدرسہ درخان کے عالموں نے بھی ترجمہ
کی جانب کافی توجہ دی''۔(27)

پروفیسر عبدالرزاق صابرؔ نے اپنی کتاب ''ادب نابشخاک'' میں اس ایک اور ترجمہ کا ذکر کیا ہے۔یعنی عبدالحکیم ناتحریر کردہ ''سفرنامہ امام شافعی کا براہوئی ترجمہ'' کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ ترجمہ ایک اہم حیثیت کا حامل ہے۔(28)

پروفیسر عبدالحمید شاہوانی نے گل بنگلزئی کی ایک اور کتاب ''زندنا چراغ'' پر تبصرہ کیا ہے یہ کتاب ترجمہ کردہ افسانوں کا مجموعہ ہے۔حمید شاہوانی نے لکھا ہے۔

''ایک زبان کا دوسری زبان میں ترجمہ کرنا بہت مشکل کام ہے۔ترجمہ کرنا ایک فن
ہے،ایک ہنر ہے یہ ہر ایک کے بس کا کام نہیں ہے۔زبان کو گہرائی سے سمجھنے والا
شخص اس کام کو کرسکتا ہے۔یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ان چیلنجز کو گل بنگلزئی
نے قبول کیا اور یہ اس کی جرات ہے۔زبان اور ادب کی ترقی کے لیے کسی اور
زبان کے جواہر پاروں کو اپنی زبان میں ترجمہ کرنا ضروری ہے ترجمہ سے دوسری
زبانوں کے ادب ہماری زبان اور ادب کو مزید ترقی دیتاہ ء۔نئے نئے خیالات
اور فکر اس سے پیدا ہوتی ہے۔انسان کی فکروں کی ڈوری لمبی ہے۔چاروں طرف
پھیلتی ہے ایک علاقہ کا انسان دوسرے علاقے کے انسان کے رسم ورواج وخوشی و
غمی،اٹھنا بیٹھنا سے واقف ہوتا ہے۔دل ایک دوسرے کے قریب ہوتے ہیں۔
نفرت اور جنگ کے کالے بادل چھٹ جاتے ہیں۔بہار کے پھول خوشگوار ہوا میں
کھل کر امن کی فاختہ کو آواز دے کر بلاتے ہیں۔ٹالسٹائی جیسے بڑے ادیب کے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ناول ''وار اینڈ پیس'' اور ''اینا کیرینسا'' اور اس کے کچھ افسانے پڑھنے اور مطالعہ کرنے کے بعد گل بنگلزئی کو خیال آیا کہ وہ اس نامور ادیب کے چند افسانوں کو براہوئی میں ترجمہ کرے۔ اپنے اس خیال کو عملی جامہ پہنانے کے لیے آپ نے اپنے ایک دوست شیام کمار سے ٹالسٹائی کے افسانوں کی ایک کتاب لی۔ ان افسانوں کو برصغیر کے رہنما مہاتما گاندھی نے ترجمہ کیا تھا۔ اس کتاب کے تین طویل افسانے ''طوق وزنجیر' گنوک چاٹ' زندنا چراغ'' یہ سب اردو کتاب سے ترجمہ کیے ہوئے ہیں اس کتاب میں محض یہی اضافہ تھے۔ باقی انگریزی کی دیگر کتب سے ترجمہ ہوئے ہیں۔ کتاب ''زندنا چراغ'' کو سعد پبلشرز یونائیٹڈ پرنٹرز سے ۱۹۹۱ء میں چھپوایا'' (29)

پروفیسر ڈاکٹر عبدالحمید شاہوانی صاحب اپنی تحقیقی تصنیف ''جدید براہوئی نثری ادب'' میں پروفیسر ڈاکٹر عبدالرزاق صابرؔ صاحب کی مشہور ترجمہ کردہ کتاب ''بوطیقا'' پر تبصرہ کرتے ہوئے ترجمہ کی افادیت واہمیت اس کے فن اور اصول پر کافی بحث کی ہے۔ وہ لکھتا ہے۔

''ایک زبان کی ترقی وتعمیر اور آگے لے جانے کے لیے ترجمہ بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ ایک زبان کے دامن وسعت اور پھیلاؤ کے لیے ترجمہ بہت بڑی مدد دیتا ہے۔ یہ مثال ہمارے سامنے ہے کہ دنیا کی ہر زبان دیگر ترقی یافتہ زبانوں سے ترجمہ کرتے ہوئے آئی ہے۔ اس کا ادبی سرمایہ اتنا زیادہ ہوا ہے کہ عربی، انگریزی او راردو زبانیں اس کی زندہ مثالیں ہیں۔ کہ ان کی تعمیر وترقی اور نشوونما میں ترجمہ کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔

ترجمہ کے بارے میں یہ کہتا ہے کہ ترجمہ یا بدل اصل چیز کے برابر نہیں ہوسکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اصل کی مثال غالی کے سامنے کا حصہ ہے۔ جبکہ ترجمہ اس کے الٹ ہے۔ پھر بھی ہمارے سامنے ایسے ترجمے گزرے ہیں کہ ان میں مترجم اچھی طرح سے اپنی ذمہ داریاں پوری کی ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

براہوئی ادب میں ''بوطیقا'' کو تجربہ کے لیے انتخاب کرنے کا مقصد یہ تھا کہ ایک تو دنیا کا ایک نامور عالم کی نامور کتاب ہے۔ دوسرا بڑا مقصد یہ تھا کہ براہوئی ادب کا دامن تنقید کے جواہرات سے ابھی تک خالی ہے۔ براہوئی ادب میں تخلیق تو بہت ہورہی ہیں مگر ان پر تنقید اور صحت مند تنقید ابھی تک نہیں ہوئی ہے۔ بوطیقا دنیا میں سب سے پرانی کتاب ہے۔ اس کا براہوئی میں ترجمہ پڑھنے کے لیے موقع ہے دوسرا یہ کہ شاید یہ رسالہ براہوئی شاعری میں شاعروں کی رہنمائی کرسکے۔

''بوطیقا کو براہوئی میں ترجمہ کرنے کے لیے اس کتاب کے دو اردو ترجمہ ایک جامعہ عثمانیہ کے استاد پروفیسر عزیز احمد کا ترجمہ کیا ہوا تھا۔ دوسرا یہ کہ اس کا تیسرا ایڈیشن سال ۱۹۷۴ء میں انجمن ترقی اردو کے لیے کراچی نے چھپوایا۔ اسی سے زیادہ مدد لی گئی ہے۔ علاوہ ازیں اردو کے نامور نقاد ڈاکٹر جمیل جالبی کی کتاب '' ارسطو سے الیٹ تک'' سے بھی مدد لی گئی ہے۔ کتاب کے آخر میں ضمیمہ بھی پروفیسر عزیز احمد کی کتاب ''بوطیقا'' (فن وشاعری) سے لیا ہوا ہے۔ بوطیقا چونکہ تنقید کی ایسی کتاب ہے کہ تنقید کے کئی طریقے اب تک ہمارے پاس براہوئی میں بدل لفظ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جگہ جگہ اسی طرح کے الفاظ لیے گئے ہیں اور کئی بریکٹ میں ان کے اردو معنے اور اردو الفاظ کے براہوئی معنی اور مطلب بھی قاری کے جاننے کے لیے لکھا ہوا ہے۔ بوطیقا یونان کے فلاسفر ارسطو کی کتاب کا براہوئی ترجمہ ہے ۔اس کتاب کو براہوئی ادبی سوسائٹی نے کوئٹہ پرنٹنگ پریس کوئٹہ سے ۱۹۹۱ء میں چھپوایا''۔(30)

عزیز مینگل نے ''پیر زگا او سمندر'' نامی کتاب براہوئی میں ترجمہ کیا ہے۔ یہ ایک ناول کی کتاب ہے۔ اس پر پروفیسر عبدالحمید شاہوانی نے کچھ یوں اظہار خیال کیا ہے۔

''اس کتاب کا ترجمہ پروفیسر عزیز مینگل نے ۱۹۸۶ء میں کیا۔ اسے روبی پبلشر کوئٹہ نے چھپوایا۔ ''پیر زگا او سمندر'' امریکہ کے نامور قلم کار ارنسٹ ہمینوئے کے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

> ناول Old Mand and sea کا براہوئی ترجمہ ہے۔ارنسٹ ہمینگوئے کے اس ناول کو براہوئی میں ترجمہ براہوئی کے نامور قلم کار اور شاعر پروفیسر عزیز مینگل نے کیا ہے۔انسٹ ہمینگوئے کے اس ناول کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ یہ ادب کے اس مقام تک پہنچتے ہیں۔جو اس کا حق تھا۔مگر لوگوں نے اسے صرف ایک امریکی ادیب کی نگاہ سے دیکھا ہے''۔(31)

حالیہ دنوں جوہر براہوئی کا انٹرویو''ایلم''اخبار میں شائع ہوا ہے ترجمہ سے متعلق ایک سوال میں براہوئی ادب میں ترجمہ کے بارے میں ترجمہ شدہ اصناف کتنی پذیرائی پائی ہے اور آپ اس بارے میں کیا کہیں گے؟

> ''آپ کو یاد ہونا چاہیے کہ ہم نے سیمینار کی طرف سے ترجمہ کا سال منایا دے ٹک اور ایلم نے نمبر نکالے۔ایک دو کتابیں بھی ترجمہ کے سلسلے میں آئیں۔جوکہ ترجمہ سے مقابلہ کی جانب قدم بڑھتا ہے ترجمہ بہت ضروری ہے لیکن ترجمہ نہیں ہورہا ہے۔ایسے لوگ جو ترجمہ کا کام کرے۔اگر شاعر ہے تو شاعری کا ترجمہ کرے۔ اگر نثر نگار ہے تو نثر سے ترجمہ کرے۔خاص طور پر ترجمہ میں افسانوں کو اہمیت دی جائے۔جس کی وجہ سے ہم ایک معاشرے سے واقف ہوسکتے ہیں۔ایک مزاج سے واقفیت کے لیے اور ایک زبان کی ساخت سے آگائی کے لیے ترجمہ ضروری ہے''۔(32)

براہوئی ادب میں ترجمہ نگاری کے حوالے سے کافی کام ہوا ہے۔یہاں ہم اس کام کا مختصراً جائزہ لیں گے۔تاکہ معلوم ہوجائے کہ کس کس عالم،مصنف،مترجم،قلم کار نے کب اور کس وقت کس دور میں کیا کیا اور کون کون سے اصناف ادب میں کام کیا ہے نثر میں ترجمہ کے سلسلے میں ہمارے زبان والوں نے اور غیر براہوئی زبان والوں نے کہا تک یہ کارنامہ سرانجام دیئے ہیں۔منظوم ترجمہ کی صورت حال کیا ہے۔کون کون سی ترجمہ کی کتاب کب اور کہاں چھپی اور شائع ہوئی ہیں۔

ا۔ تالیق براہوئی:۔باترجمہ اردو،براہوئی سے اردو مولوی عبدالحق درخانی،قلمی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

۲۔ اخلاق نامہ امام غزالی:۔مترجم حاجی علی دوست محمد حسنی بھریارو ڈ سندھ، جو احیاء العلوم باب الاخلاق کا براہوئی ترجمہ ہے۔ جسے سندھی میں عبدالکریم دیریوی نے ترجمہ کیا تھا۔سندھی سے براہوئی میں حاجی علی دوست محمد حسنی نے اسے ترجمہ کیا ہے۔کمپوز رعبدالقادر محمد حسنی ،مکتبہ اشاعت الاسلام، زیر اشاعت، یہ کتاب ترجمہ در ترجمہ ہے نثر میں ہیں۔

۳۔ ابیات باہو:۔براہوئی مترجم پیر محمد زبیرانی

۴۔ ارمان یا مسٹر نا فریاد:۔(ارمان یا بیٹی کی فریاد) مولوی عبدالباقی درخانی، منظوم براہوئی اردو، شاعر نے خود اسے دو زبانوں میں منظّم کیا ہے۔بچوں کے لیے صفحات ۳۲ ہے۔ دسمبر ۱۹۶۹ء براہوئی ادبی سنگت بلوچستان طویل نظم ہے۔

۵۔ ارمغان حجاز:۔براہوئی ترجمہ۔پیر محمد زبیرانی۔اصل مصنف علامہ محمد اقبال

۶۔ اسلام: امام غزالی کی کتاب کا براہوئی ترجمہ: مترجم عبدالحیات منصور براہوئی قلمی

۷۔ اسلامی دنیا نا کھلان بھلا بندغ:۔مترجم عبدالحیات منصور براہوئی۔اردو مصنف مولانا امین الاحسن اصلاحی۔ یہ مقالہ ہفت روزہ ''ایلم'' میں دس بارہ اقساط میں شائع ہوا۔ جو حضرت ابو بکر صدیقؓ کی حالات زندگی سے متعلق ہے۔

۸۔ اصحاب بدر:۔مترجم عبدالحیات منصور براہوئی۔اردو سے براہوئی اصل مصنف۔قاضی محمد سلیمان صاحب۔سلمان منصور پوری ہے۔

۹۔ اصحاب حدیث:۔مولانا اختر محمد صاحب، ترجمہ مدرسہ عربیہ دارالعلوم خاردان قلات، صفحات ۲۳۔نثر۔آخر میں فارسی نظم ہے۔سن ۱۹۹۵ء

۱۰۔ البلاغ المبین:۔شاہ ولی اللہؒ۔براہوئی ترجمہ نصف حصہ سید عبدالمالک شاہ۔اصل فارسی ۔صفحات ۲۰۰

۱۱۔ القذافی المعمہ:۔ خلفیہ گل محمد نوشکی۔قصیدہ کرنل کذافی۔دو زبانوں میں منظوم یعنی براہوئی اور عربی۔مصنف نا خود نظم کیا ہے۔براہوئی مصرع کے نیچے عربی نظم ہے۔کتاب کا اصل نام القصیدہ البلوشیہ ہے۔یکم رجب ۱۳۹۲ھ۔۱۱۱ اگست ۱۹۷۲ء صفحات ۱۴ بولان مسلم پریس کوئٹہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

۱۲۔ انسانی ٹیکی:۔مترجم عبدالحکیم خادمی۔اردو تقی عثمانی

۱۳۔ انڈین انٹی کوئری:۔ بمبئی شمارہ ۵۔۶ ۱۸۷۶ء جی یو پوپ کا مقالہ۔جلد ہشتم ۱۸۷۹ Rov.F.Kittel کا مقالہ شمارہ مئی ۱۸۸۲ء۔پادری جی شرٹ ایم اے امین نے ایک لوک شعر مع انگریزی شائع کیا ہے۔شمارہ نومبر ۱۸۸۲ء میں دولوک نظم مع انگریزی شائع کیا ہے۔شمارہ ۴۰۔۳۹۔۱۹۰۱۔۱۹۱۱ء کے وی سبایہ کا مقالہ دواورزبانوں کا تقابلی جائزہ شائع ہوا۔جلد ۶۲ص ۱۵۷،۱۵۸،۱۹۳۳ء میں براہوئی کا ذکر ہے۔

۱۴۔ براہوئی رسوم:۔انگریزی سے اردو ترجمہ کامل القادری ۱۹۷۷ء کراچی

۱۵۔ ''ایلم' ہفت روزہ مستونگ۔بے شمار نظم نثر مختلف زبانوں سے خصوصاً اردو سے براہوئی میں شائع کیا ہے۔جاری ۱۹۶۰ء تا حال۔

۱۶۔ ایمان ناچاکمک:۔مترجم مفتی عبدالباری منگچری از افادات فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب براہوئی ترجمہ دارالامناء والارشاد جی ۱۳/۱ ناظم نمبر ۴ کراچی۔صفحات ۴۷ نثر موضوع وعظ۔

۱۷۔ باغ براہوئی: منظوم براہوئی ترجمہ بوستان فارسی۔مترجم مولوی حکیم عبدالخالق ابا بکی ۱۹۷۷ء یونائیٹڈ پریس کوئٹہ ص ۳۹۹ قیمت ۲۰۰ مکتبہ ابا بکی مستونگ

۱۸۔ بائبل:۔براہوئی ترجمہ،خط رومن اور خط نستعلیق،نثر تین ایڈیشن سن اشاعت ۱۹۰۵ء ۱۹۰۶ء ۱۹۰۷ء

۱۹۔ بچڑا:۔مترجم علامہ دین پوری۔نثر امام غزالی کی کتاب کا براہوئی ترجمہ ۱۹۳۶/۱۳۶۶ھ صفحات ۲۷ یا ۴۷

۲۰۔ بختاور آچنا:۔اللہ بخش لہڑی،ترجمہ نثر۔سیرت النبیؐ ۲۰۰۲ء تعداد ۵۰۰ قیمت ۲۰ روپے سٹی کمپوٹرز جنکشن چوک لیاقت بازار کوئٹہ یونائیٹڈ پریس کوئٹہ۔بچوں کے ادب کے مناسبت سے بتعاون دعوت اکیڈمی اسلام آباد۔کل صفحات ۶۴

۲۱۔ بدلتے موسموں کے گیت:۔مترجم ظفر مرزا۔براہوئی لوک گیتوں کا اردو نثر میں ترجمہ،تبصرہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

باراول ۲۰۰۳ء براہوئی اکیڈمی پاکستان کوئٹہ تعداد ۵۰۰۔ قیمت ۵۰ روپے۔ صفحات ۶۴ کمپوزر شاہین بانزازئی۔ یونائیٹڈ پریس کوئٹہ۔

۲۲۔ براہوئی گچین:۔ پیر محمد زبیرانی صفحات ۸۰۔ پاکستان بارڈر پبلسٹی آرگنائزیشن کوئٹہ ۱۹۷۸ء۔ ۱۰۰۰ تعداد۔ مطبوعہ نمبر ۳۳۱۔ کتاب کا اصل نام ''کلام اقبال براہوئی گچین'' ہے۔

۲۳۔ براہوئی لوک کہانیاں:۔ ڈینس برے ۱۹۳۹ء نثر مع براہوئی ترجمہ۔

۲۴۔ براہوئی لینگویج اینڈ لٹریچر:۔ سردار غوث بخش رئیسانی ۱۹۶۰ء لاہور۔ کتابچہ بعد میں اس کا براہوئی ترجمہ شائع کیا گیا An Introduction to the Brahui Language and Literature Gh. B. Khan Raisani, Quetta, 1962(Mimeo)

۲۵۔ بلبل خزدار: مترجم و محقق نادر قمبرانی شاعری رابعہ خضدار۔ براہوئی اکیڈمی۔ یونائیٹڈ پریس کوئٹہ۔ ۱۹۹۵ء ۵۰۰۔ فارسی شاعری کا براہوئی ترجمہ۔ نثر و نظم۔ قیمت ۱۰۰ روپے۔

۲۶۔ بوستان مترجم:۔ مکتبہ درخانی۔ مترجم نامعلوم

۲۷۔ بوطیقا:۔ مترجم ڈاکٹر عبدالرزاق صابر۔ ۱۹۹۱۔ براہوئی ادبی سوسائٹی اصل مصنف ارسطو۔ فن شاعری۔ کوئٹہ پرنٹنگ پریس کوئٹہ۔

۲۸۔ بھائی اصول:۔ مترجم واحد بخش رند۔ مذہبی عقائد۔ باقی حال۔ نثر

۲۹۔ پارہ عم مترجم:۔ مترجم علامہ دین پوری۔ مکتبہ درخانی ۰ دارالمجیدی ص ۱۳۶۔ نایاب جس کا نام فہرست کتب خانہ براہوئی ڈھاڈر۔ فہرست کتب ناصح البلوچ۔ ص ۲۷۔ بار ہشتم ۱۹۵۵ء) ان فہرستوں میں مترجم کا نام معلوم نہیں۔

۳۰۔ پنت نامہ شرح پند نامہ:۔ مترجم مولوی عبدالخالق ابا بکی۔ منظوم ترجمہ

۳۱۔ پنج کتاب:۔ مترجم مولوی اختر محمد۔

۳۲۔ پنج کتاب:۔ مترجم علامہ دین پوری (کریما نام حق) منظوم براہوئی ترجمہ۔ مکتبہ درخانی (بحوالہ ناصح البلوچ ص ۲۷ بار ہشتم ۱۹۵۵۔ فہرست کتب خانہ براہوئی ڈھاڈر میں صرف

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کتاب کا نام ہے۔)

۳۳۔ پنج کتاب مترجم:۔فہرست کتاب خانہ براہوئی ڈھاڈر، درالمجیدی ص ۱۳۶۔صرف کتاب کا نام ہے۔

۳۴۔ پنج کتاب:۔گودی تاج بانو۔قلمی۔براہوئی۔نام سے کسی کتاب کا ترجمہ لگتا ہے

۳۵۔ پند لقمان:۔گودی تاج بانو۔قلمی۔براہوئی۔نام سے کسی کتاب کا ترجمہ لگتا ہے

۳۶۔ پندنامہ:۔گودی تاج بانو۔قلمی۔براہوئی۔نام سے کتاب کا ترجمہ لگتا ہے۔

۳۷۔ پندنامہ عطار (مترجم براہوئی):۔ملا نبو جان۔مکتبہ درخانی ۱۸۹۶ء

۳۸۔ پھل براہیوئیستان گلستان:۔منظوم براہوئی ترجمہ۔مولوی عبدالخالق ابا بکی

۳۹۔ پیر (رکھل شاہ کے جواب میں): ناشر مکتبہ درخانی تین زبان میں منظوم۔براہوئی

۴۰۔ پیرنگا وسمندر:۔مترجم عزیز مینگل۔قلات پریس ۱۹۸۶ء روبی پبلشرز۔ص ۱۴۶ مصنف ارنسٹ ہمینگوے۔ترجمہ وناول۔۵۰۰۔نثر

۴۱۔ تاج التعویزات (حصہ اول نثر):۔مولوی عبدالخالق درخانی، براہوئی منظوم ترجمہ یا نثر۔ ۱۹۳۲۔۱۳۵۱ھ یا ۱۹۳۳ء حمد۔شرح نا منظوم ترجمہ مطبع گیلانی لاہور

۴۲۔ تحفہ حدیثات بزبان براہوئی:۔مترجم براہوئی اختر محمد۔ستمبر ۱۹۹۳ء صفحات ۳۵۰ الجنت پرنٹنگ پریس کراچی۔دارالعلوم قلات۔حدیثوں کا براہوئی ترجمہ

۴۳ تحفۃ الغرائب:۔ملا نبو جان مکتبہ درخانی ۱۸۹۲ء۔صفحات ۴۶۔دینیات ترجمہ ومقدمات الصلوٰۃ یانا/ حق از شرف الدین بخاری۔منظوم۔فقہ، سن تالیف ۱۸۸۸ء/ ۱۳۰۵ھ/ ۱۹۳۵ء/ ۱۳۵۵ھ۔طبع ہشتم ۱۹۵۵ء

۴۴۔تحفۃ نصائح مترجم:۔براہوئی۔مکتبہ درخانی۔(دارالمجیدی بار ہشتم ص ۱۳۶) مترجم ملا نبو جان۔

۴۵۔ ترجمہ پارہ سیمیکو:۔مترجم علامہ دین پوری ۱۹۴۵ء۔نثر

۴۶۔ ترجمہ سورہ مُلک:۔مترجم علامہ دین پوری ۱۹۴۵ء جس کا نام ناصح البلوچ بار ہشتم ۱۹۵۵ء ص ۲۷ فہرست کتب خانہ براہوئی ڈھاڈر میں ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

۴۷۔ ترجمہ قرآن مجید فرقان حمید:۔از دین پوری۔مکتبہ درخانی ۱۹۱۶ء/ ۱۳۳۴ھ۔اصل نام'' قرآن مجید مترجم بزبان براہوئی'' ہے۔ہندوستان اسٹیم پریس لاہور۔صفحات ۱۴۴۰ھ۔بار دوم ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۲۷ء۔جامع اسلامیہ اسلام آباد برائے تعاون براہوئی اکیڈمی کوئٹہ۔

۴۸۔ ترجمہ قرآن مجید:۔(چندہ پارے) مولوی محمد افضل نوشکی۔

۴۹۔ ترجمہ کریما:۔مولوی اختر محمد (نثر وشرح) مع ترجمہ پندنامہ ونام حق مکتبہ درخانی

۵۰۔ ترجمہ کریما:۔مولوی عبدالخالق ابابکی۔منظوم/ترجمہ قلمی۔

۵۱۔ ترجمہ کریما: علامہ دین پوری (منظوم براہوئی) ۱۳۱۹ھ/ ۱۹۰۱ء صفحات ۲۳ یا ۲۰

۵۲۔ ترجمہ کریما:۔مرادعلی رئیسانی۔براہوئی۔مکتبہ درخانی۔

۵۳۔ ترجمہ نام حق:۔مترجمہ علامہ دین پوری منظوم براہوئی ترجمہ۔۱۹۰۱ء/۱۳۱۹ھ۔صفحات ۱۸

۵۴۔ ترجمہ نماز فرائض: علامہ دین پوری منظوم براہوئی ترجمہ ۱۹۰۱ء/۱۳۱۹ھ صفحات ۲۴

۵۵۔ ترجمہ محمود نامہ:۔علامہ دین پوری۔منظوم ۱۹۴۵ء۔

۵۶۔ ترک گناہ:۔مفتی عبدالباری منگچری۔صدیقی ٹرسٹ نسیم پلازہ۔نشتر روڈ نز دلسبیلہ چوک کراچی ۵۔صفحات ۳۱۔القادر پرنٹنگ پریس کراچی۔وعظ مفتی رشید احمد۔نثر،ترجمہ۔وعظ و نصیحت اصل نام وعظ ترک گناہ براہوئی ہے۔

۵۷۔ تعلیم النساء:۔مترجم محمد عمر صاحب فیروز آبادی بزبان براہوئی ترجمہ۔اردو کتاب قاری شرفیف احمد کا ترجمہ ہے۔صفحات ۳۰۴۔قیمت ۵۵ روپے۔مکتبہ فاروقیہ خضدار۔

۵۸۔ تعلیم الاسلام حصہ اول ودوم:۔اردو سے براہوئی میں ترجمہ،نثر مترجم عبدالحلیم خادمی۔ صدیقی ٹرسٹ کراچی ص ۱۵۶ ص اردو مصنف مفتی کفایت اللہ دہلوی۔بار اول ۱۴۰۸ھ۔ بچوں کے لیے۔

۵۹۔ تعلیم الاسلام منظوم براہوئی:۔علامہ دین پوری۔مکتبہ درخانی ۱۹۰۱ء۔ص ۸۰۔

۶۰۔ تعلیم الاسلام مکمل چار حصے اور علیحدہ علیحدہ:۔اصل مصنف اردو مفتی کفایت اللہ براہوئی مترجم مولوی اختر محمد مینگل۔نثر گزار پریس کراچی صفحات ۲۳۱۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

۶۱۔ تعلیم الاسلام:۔ ہر چار حصے الگ بھی شائع ہوئے ہیں۔ مترجم مولوی اختر محمد۔ ناشر فیروز ہاشم فاؤنڈیشن کراچی بار چہارم۔ ۲۰۰۱ء۔

۶۲۔ تفسیر اختری مکمل جلدیں:۔ مفسر مولانا اختر محمد ذگر مینگل۔ دارالعلوم قلات۔ پہلی جلد شروع میں تقریباً آٹھواں پارہ تک علیحدہ علیحدہ شائع ہوئی۔

۶۳۔ سیرت النبیؐ:۔ مترجم غلام نبی راہی، ناشر پریس انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ۔ مطبع اسلامیہ پریس کوئٹہ۔ سن اشاعت ۱۹۷۸ء۔ یہ کتاب مولانا شبلی نعمانی اور سید سلیمان ندوی کی مشہور کتاب سیرت النبیؐ کے منتخب صفحوں کا براہوئی ترجمہ ہے۔

۶۴۔ فخر کونین: مترجم عبدالحمید شاہین۔ سن اشاعت ۱۹۸۱ء۔ یہ کتاب محشر رسول نگری کی کتاب فخر کونینؐ اردو منظوم کا براہوئی ترجمہ ہے۔

۶۵۔ حدیث اربعین المعروف فرحت سرور:۔ مترجم عبدالغفور درخانی ناشر مولوی ابوبکر عبدالغفور درخانی تاجران کتب ڈھاڈر۔ اس کتاب میں احادیث کا انتخاب بخاری شریف۔ ترمذی شریف۔ مسلم شریف۔ ابوداؤد شریف سے کیا گیا ہے۔

۶۶۔ اصول حدیث:۔ مترجم مولانا اختر محمد۔ ناشر مترجم خود

۶۷۔ مفتاح القرآن فی براہوئی اللسان:۔ ترجمہ وتفسیر۔ مترجم ومفسر علامہ دین پوری ناشر خود۔ سن اشاعت ۱۹۲۱ء ۔ یہ کتاب بنیادی طور پر پارہ اول کا براہوئی ترجمہ ہے لیکن کہیں کہیں مترجم نے قرآن مفاہیم کی توضیح اور تشریح بھی کی ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

محاصل

دنیا میں جتنی بھی اقوام نے ماضی یا حال میں ترقی کی جو منازلیں طے کیں ہیں یا ترقی کے بام عروج تک جا پہنچی ہیں تو انہوں سب سے پہلے ترجمے کی فن کو اپنا کر اپنی زبان میں اپنی قوم اور نئی نسل کے لیے بے پناہ علمی ذخائر فراہم کی ہیں۔ جب اسلام آیا تو اقراء سے علم کی اہمیت اجاگر ہوئی۔ بلکہ جب اسلام، علم اور جہاد کی بدولت دنیا میں خوف پھیلا، مسلم حکمرانوں نے علم کی اہمیت کو مدنظر رکھ کر یونانی اور رومی لٹریچر کے عربی میں ترجمہ کی طرف نہ صرف خصوصی طور پر توجہ دی۔ بلکہ ترجمہ کے سلسلے میں حوصلہ افزائی سے متعلق کوئی کسر نہ چھوڑی۔ مسلمانوں نے تمام علوم پر دسترس حاصل کر کے دنیا پر ایک ہزار سال تک بڑی شان وعظمت اور رعب ودبدبہ سے حکمرانی کر کے اسلام کا پرچم دنیا کے کونے کونے میں لہرایا۔ اور دنیا میں عدل وانصاف اور برابری ومساوات کی بے مثال روایات قائم کر کے بہترین نمونے چھوڑے۔ آج سے چار سو سال پہلے مغربی اقوام کو اس نسخہ کیمیا کا پتہ چلا کہ مسلمان علم و قلم کی بدولت صدیوں سے دنیا پر حکمرانی کر رہے ہیں۔ تو پھر انہوں نے تعلیم ی طرف توجہ دی اور تمام عربی علوم کو انگریزی میں ترجمہ کر کے اپنی زبان کو علمی سرمایہ سے ترقی دیکر تمام علوم میں دسترس حاصل کیں۔ پھر اپنی مکاری اور عیاری سے مسلمان حکمرانوں کے عیاشی اور مادی فوائد سمیٹنے میں لگا کر انہیں باہر دست وگریبان کر کے ان کے اقدار پر آ کر قبضہ جما لیے۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ مغربی اقوام ہم سے ہزاروں سال آگے نکل چکی ہیں۔ اور ہم ان کے غلام ہیں اور ہمارے اوپر زمین تنگ کر کے ہمیں کشمیر، افغانستان، عراق، فلسطین اور دیگر علاقوں سے بے دخل کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ لہذا ہمیں ایک بار پھر علم کی جانب توجہ مبذول کرنا ہوگی۔ اس کے لیے ترقی یافتہ زبانوں میں موجود سائنسی، ادبی، معاشی، سیاسی، سماجی، مذہبی اور دیگر کتب کو ترجمہ کرنا ہوگا۔ اور اپنی نسل کو علم کی شاہراہ پر لگا کر آزادی جیسی عظیم نعمت سے سرفراز کرنا ہوگا۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حوالہ جات

(1)۔صابر عبدالرزاق ڈاکٹر،''ادب نا بشخاک' براہوئی ادبی سوسائٹی کوئٹہ، جون ۱۹۸۱ء،ص ۱۱۷

(2)۔ پرکانی نور احمد،''براہوئی ادب''، براہوئی اکیڈمی (رجسٹرڈ) پاکستان کوئٹہ ۲۰۰۱ء،ص ۱۸۲

(3)۔صابر عبدالرزاق ڈاکٹر،''ادب نا بشخاک' براہوئی ادبی سوسائٹی کوئٹہ، جون ۱۹۸۱ء،ص ۱۱۷

(4)۔ پرکانی نور احمد،''براہوئی ادب' براہوئی اکیڈمی (رجسٹرڈ) پاکستان کوئٹہ ۲۰۰۱ء،ص ۱۸۲

(5-6)۔صابر عبدالرزاق،''ادب نا بشخاک'' براہوئی ادبی سوسائٹی کوئٹہ ۱۹۸۱ء،ص ۱۱۷۔۱۱۸

(7)۔ پرکانی نور احمد،''براہوئی ادب''، براہوئی اکیڈمی پاکستان کوئٹہ ۲۰۰۱ء،ص ۱۸۲

(8)۔شاہوانی عبدالحمید ڈاکٹر،''جدید براہوئی نثری ادب'' ساراوان اکیڈمی مستونگ، جنوری ۱۹۹ء ص ۴

(9)۔........................ایضاً..................ص ۷۔۸

(10)۔........................ایضاً..................ص ۹۔۱۰

(11)۔........................ایضاً..................ص ۱۲

(12)۔........................ایضاً..................ص ۸۱

(13)۔........................ایضاً..................ص ۸۴

(14)۔........................ایضاً..................ص ۸۴

(15)۔........................ایضاً..................ص ۸۱

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

(16)۔.......................ایضاً.................ص۸۴

(17)۔رفاعی سید محمد،''روزنامہ جسارت''،کراچی،فرائیڈے اسپیشل،۱۱ستمبر۱۹۹۲ص ۳۵

(18)۔شاہوانی عبدالحمید ڈاکٹر،''جدید براہوئی نثری ادب'' جنوری۱۹۹۹ص ۵۹

(19)۔.......................ایضاً.................ص۷۳

(20)۔.......................ایضاً.................ص۹۳

(21)۔بنگلزئی گل،''شیرزال آلمہ''براہوئی اکیڈمی پاکستان کوئٹہ،۲۰۰۳ء،ص ۷

(22)۔شرودی محمد یعقوب،''تفہیم القرآن''(جلد پنجم)،ص ۲۵۱

(23)۔بنگلزئی گل،''شیرزال آلمہ''،براہوئی اکیڈمی پاکستان کوئٹہ، ۲۰۰۳ء،ص ۵

(24)۔.......................ایضاً.................ص۷۔۸

(25)۔سوسن براہوئی،''بحوالہ شیرزال آلمہ''(گل بنگلزئی)،ص ۸تا۱۰

(26)۔شاہوانی عبدالحمید پروفیسر،''جدید براہوئی نثری ادب'' ص۹۴۔۹۵

(27)۔صابر عبدالرزاق ڈاکٹر،''ادب نابشخاک''براہوئی ادبی سوسائٹی پاکستان کوئٹہ۱۹۸۱ء ص۱۱۴

(28)۔شاہوانی عبدالحمید پروفیسر،''جدید براہوئی نثری ادب''،ص ۱۲۸۔۱۲۹

(29)۔.......................ایضاً.................ص۱۲۹۔یا۱۳۱

(30)۔.......................ایضاً.................ص۱۴۳

(31)۔براہوئی جوہر،''ہفت روزہ ایلم''مستونگ، ۳تا۱۰اکتوبر۲۰۰۴ء،ص ۱۶

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com